جائیں جن کے دل میں اس قسم کا کوئی خیال ہو۔اسی لیے فرمایا گیا ﴿**و لکم فی القصاص حیٰوۃ یا أولی الألباب**﴾ [البقرۃ/۱۷۹]

لیکن اس میں جو حکمت اور مقصد پوشیدہ ہے اس کا ادارک ان ہی لوگوں کو ہوتا ہے جو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں' جن کو اللہ نے فہم وتمیز اور عقل وشعور کا ملکہ عطا فرمایا ہوا ہے۔البتہ وہ لوگ جن کے دلوں پر کفر وشرک کی تاریکیاں تہ درتہ جم کر گہری ہوچکی ہیں جن سے سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب ہوچکی ہیں۔ان کی نظر میں تو یہ چیزیں وحشت اور بربریت ہی ہیں۔ اس لیے کہ

قد ینکر العین ضوء الشمس من رمدٍ
وینکر الفم طعم الماء من سقم

''آنکھیں دکھتی ہوں تو اس علت کے سبب چڑھتے سورج کی روشنی بھی اندھیرا محسوس ہوگا اور بیمار شخص میٹھے پانی کو بھی کڑواہی محسوس کرے گا''۔

آج تحفظ حقوق انسانی کے نام پر معرض وجود میں آنے والی بے شمار نام نہاد تنظیمیں(N.G.Os)اور ادارے اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے پھر رہے ہیں کہ اسلامی شریعت میں جو حدود وتعزیرات مقرر ہیں وہ انسانی حقوق اور عالمی اصولوں کے منافی ہیں۔قرآن کریم جو کہ مسلمانوں کا اصل سرمایہ اور پوری انسانیت کے لیے امن وعافیت اور سلامتی کا پیغام ہے اس کے متعلق ان کا نظریہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو دہشت گردی یعنی (دینی احکامات کی پابندی اور جہاد فی سبیل اللہ) پر برانگیختہ وآمادہ کرنے کا اصل محرک یہی ہے اور جب تک مسلمانوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے اس وقت تک عالمی برادری مسلمان احمقوں اور نادانوں (مجاہدوں) کے ہاتھ سے غیر محفوظ ہیں۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کائنات کا وہ واحد نظام حیات ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی حقوق کا اتنا خیال رکھا گیا ہے جتنا کسی اور شریعت' دستور اور نظام میں نہیں رکھا گیا۔

اگر تعصب اور تنگ نظری سے بلند ہوکر نظام اسلام کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ہر منصف پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ اسلام کے یہی اصول وقواعد اور حدود وقیود انسانی حقوق اور اس کی حفاظت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔مثال کے طور پر قصاصاً قتل کا نظام لیجئے جس کو ہدف بنا کر پوری دنیا واویلا کر رہی ہے کہ سعودی عرب اور افغانستان وغیرہ میں انسانیت کی توہین کی جارہی ہے۔تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ قصاص کو قاتل کی حق تلفی قرار دیا جاتا ہے لیکن اس بات سے سب آنکھ بند کر لیتے ہیں کہ آخر اس کو قتل کیئے جانے کا سبب کیا ہے؟ اگر اس پوائنٹ پر غور کیا جائے تو بات واضح ہوجائے گی کہ صرف اسی نظام میں ہی انسانیت کا حقیقی احترام اور تحفظ ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو صحیح انسانیت کے حدود وآداب میں رہ کر اپنی زندگی گزارنے اور زمین پر جینے کا حق دیا ہے۔ (جاری ہے)

قسط اول

# وسائل استقامت

محمد شریف بلغاری

**تمہید:** آج کے اس پرفتن دور میں جہاں نشریاتی ادارے مسلمانوں کو دین سے بیگانہ کرنے پر کمربستہ ہیں، وہاں اخبارات و جرائد کے ذریعے ہر قسم کے فتنے سر اٹھا کر پھنکار رہے ہیں۔ گلیوں اور بازاروں میں مغرب زدہ خواتین نت نئے فیشن کے ساتھ دندناتی پھرتی ہیں۔ میڈیائی اداروں اور فلمی کلچر نے اپنی پوری مشنری عریانیت اور فحاشیت پھیلانے کے ساتھ ساتھ دینداروں کی تضحیک و استہزاء میں منہمک رکھی ہے۔

جو پسماندہ اور دور دراز علاقے ایسے فسادات سے ایک حد تک محفوظ ہیں وہاں ہماری امریکہ نواز فوجی حکومت صنعتی نمائش، کافرانہ تہواروں، تفریحی پروگراموں یا فروغ سیاحت کے نام پر قومی دولت برباد کرتی ہوئی طوفان بے حیائی برپا کرتی ہے۔ پچھلے سال شمالی علاقہ جات کے مختلف شہروں میں بھی Silk Route Festival کے نام پر یہاں کے اسلام پسندوں کو مقابلے کے لیے للکارتی رہی۔ اگرچہ پہلی بار یہ میلے سنگین تصادم کے بغیر ختم ہوئے لیکن آئندہ کے لیے ایک خطرناک راستہ کھل گیا۔ بہر حال یہ میلے حکمرانوں کے دل کے میل کچیل کی ترجمانی کر رہے تھے۔

کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران ٹولے کو نظر نہیں آتا کہ جس پر آشوب دور میں ہم جی رہے ہیں، عالم کفر مسلمانوں پر ایسا ٹوٹ پڑا ہے جیسے بھوکے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کشمیر، فلسطین، فلپائن، چیچنیا، الجزائر، اریٹیریا وغیرہ کے مسلمانوں پر دنیا کے نام نہاد امن پسند اور روشن خیال کافروں کے مظالم جاری ہیں۔ اب افغانستان میں القاعدہ اور اسامہ بن لادن کے بہانے تمام اسلام پسندوں کی بیخ کنی کی مہم جاری ہے۔ ایسے حالات میں دین پر تمسک روز بروز مشکل ہوتا نظر آتا ہے۔ ایسے میں دین کی طرف لوگوں کو دعوت دینے، مسلمانوں کا حوصلہ بڑھانے اور عقیدے پر پختگی کے ساتھ دین پر صبر و ثبات سے قائم رکھنے کے لئے زبانی و خرچ چھوڑ کر عملی اقدام کی ضرورت ہے۔ اسی کوشش میں ایک کتابچہ "**وسائل الثبات علی دین اللہ**" ہاتھ لگا۔ استفادہ کے لئے اس کا ترجمہ نذر قارئین کرتے ہیں۔

**مقدمہ: ان الحمد للہ نحمده ونستعينه ونستغفره و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيأت أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمداً عبده ورسوله** ﷺ۔

**أما بعد:** سچے مسلمان کا بنیادی مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کے دین پر ثابت قدم رہنا ہے۔ عزم و ہمت اور رشد و ہدایت کے ساتھ صراط مستقیم پر چلنا ہے۔

☆ مسلمانوں کے موجودہ معاشرے کی ابتر حالت، مختلف فتنوں اور ہلاکت خیز اسباب و ذرائع کی کثرت سے نمایاں ہو جاتی ہے۔

☆ انسان کواس کے نسیان کی وجہ سے انسان کہا گیا ہے اور دل کو بار بار پھرتے اور پلٹتے رہنے کی وجہ سے قلب کہا گیا ہے۔

☆ پس اس پھرنے والے دل کی واردات، شہوات اور شبہات کی آندھیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور خوفناک مہم کی ضخامت وصعوبت کا مقابلہ کرنے کے لیے عظیم وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

# دین پر ثبات کے وسائل

ہم پر اللہ عزوجل کی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس ذات واحد نے اپنی کتاب میں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اطہر اور سیرت مبارکہ میں ہمارے لیے دین پر ثبات واستقلال کے بہت سے وسائل بیان ہوئے ہیں۔ان میں سے بعض محترم قارئین کے لئے پیش کرتے ہیں۔

## ١ --- قرآن کریم کی طرف رجوع:

حبل اللہ المتین، نور مبین، قرآن مجید ہی دین متین پر ثابت قدم رہنے کا پہلا وسیلہ اور بنیادی ذریعہ ہے۔جوشخص بھی اسے مضبوطی سے پکڑے گا اللہ تعالیٰ اسے تمام مصائب ومشکلات سے بچائے گا جو بھی اس کی پیروی کرے گا اسے اللہ تعالیٰ نجات سے سرفراز کرے گا۔ جو بھی اس کی طرف دعوت دے گا صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔(رواہ أحمد ٤/٦ و الحاکم٢/٢٨٩_سلسلة الأحادیث الصحیحة ١٢٣٦)

اللہ تعالیٰ نے اس کلام مجید کو ترتیب اور تفصیل سے بیان کرنے کی حکمت وغایت یوں بیان فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ کفار کے رد کے طور پر فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| **وقال الذین کفروا لو لا نزل علیه القرآن جملة واحدة کذلک لنثبت به فؤادک ورتلناه ترتیلا۞ ولا یأتونک بمثل الا جئناک بالحق وأحسن تفسیرا** | ''اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن سارے کا سارا ایک ہی ساتھ کیوں نہیں اتارا گیا۔اسی طرح ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے تاکہ اس سے ہم آپ کا دل قوی رکھیں۔ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھ سنایا ہے۔یہ آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتا دیں گے۔ |

۞الفرقان ٣٢_٣٣

دین پر ثبات کے لیے قرآن پہلا مصدر کیوں ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط رابطے کی وجہ سے قرآن کریم دل میں ایمان کا بیج بوتا ہے اور تزکیہ نفس کرتا ہے۔

☆ قرآن کریم کی آیات انسان کے دل کو ٹھنڈک وسلامتی پہنچاتی ہیں۔لہذا فتنے کی آندھیاں اسے اڑا کر نہیں لے جاسکتیں۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

قرآن پاک مسلمان کو ایسے عمدہ اخلاق اور بلند تصورات بخشتا ہے جس کے ذریعے وہ آس پاس کے حالات کو درست کرسکتا

ہے اور ایسے درست اور موزون پیمانے عنایت کرتا ہے جس کے تحت مومن کوئی بھی فیصلہ کرے تو اس میں ڈگمگاتا نہیں اور حوادث و اشخاص کے اختلاف کی وجہ سے اس کے قول وقرار میں لغزش نہیں آتی۔

قرآن کریم کفار اور منافقین کی طرف سے اڑائے ہوئے شبہات کو ایسے جاندار اور زندہ جاوید انداز میں رد کرتا ہے جیسے عصر اول میں کرتا تھا۔ جیسے درج ذیل مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر کیسا اثر ہوا جب مشرکوں نے کہا کہ "**ودع محمد**" "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ گیا ہے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کا جواب دیا۔

﴿**ما ودعک ربک و ما قلی** ۞﴾ نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔

الضحی ۳

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کیا خوب اثر تھا جب کفار قریش نے یہ دعویٰ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک انسان سکھاتا تھا۔ ایک رومی ترکھان جو مکہ میں ہے اس سے قرآن لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

﴿**لسان الذی یلحدون الیه أعجمی** اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے اور **و هذا لسان عربی مبین** ۞﴾ یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔

النحل:۱۰۳

مؤمنین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا ہی اچھا اثر ہوا تھا جب ایک منافق نے کہا (**إئذن لی ولا تفتنی**) "مجھے اجازت دو اور آزمائش میں نہ ڈالو" جواب میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿**ألا فی الفتنة سقطوا**﴾ (التوبة: ۴۹) خبردار رہو وہ تو فتنے میں پڑ ہی چکے ہیں۔

یہ تمام آیات، مؤمنین کے دلوں کو حق پر ثابت رکھنے اور مضبوط کرنے کے لیے ہیں اور ان آیتوں میں شبہات کا رد اور اہل باطل کے لیے مسکت جواب ہے۔

اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو صلح حدیبیہ سے واپسی کے وقت کثیر تعداد میں مال غنیمت (خیبر کے غنائم) ملنے کا وعدہ فرماتے ہیں اور سفر حدیبیہ میں بیعت رضوان سے پیچھے رہ جانے والوں کو غزوہ خیبر میں ساتھ نہ لے جانے کا اشارہ فرماتا ہے۔ منافقین ساتھ جانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور مسلمان ان کے مطالبے کو مسترد کرتے ہیں تو منافقین کہتے ہیں کہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو جواب دیتے ہیں۔

﴿**بل کانوا لا یفقهون إلا قلیلا** ۞﴾ (الفتح: ۱۵) اصل بات یہ ہے ان (منافقین) میں سمجھ بہت ہی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہ تمام وعدے مرحلہ وار، قدم بقدم، حرف بحرف ثابت ہوئے۔

☆ یہاں سے ہمیں واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی زندگی کا رشتہ قرآن سے جوڑا، اس پر متوجہ ہوئے، تلاوت، حفظ، تفسیر و تدبر کے ساتھ قرآن پڑھا جو اسی قرآن سے زندگی کے ہر مہم کی ابتدا کرتے ہیں اور اسی طرف ہمیشہ مائل رہتے ہیں۔ ان

میں اور جنھوں نے دنیاداری کو ہی اپنا مقصد اور پوری مصروفیات زندگی کا محور جانا انتہائی نمایاں اور گہرا فرق ہے۔

☆ کاش مسلمان طلباء قرآنی تفسیر اور اس کے فہم و فراست کی طرف زیادہ توجہ کرتے ..........

۲-- شریعت کا التزام اور عمل صالح:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الآخرة و يضل الله الظالمين ويفعل الله ما يشآء**﴾ (ابراهیم ۲۷) ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔دنیا کی زندگی میں بھی آخرت میں بھی۔ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

حضرت قتادہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (دنیاوی زندگی میں خیر اور عمل صالح پر ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے) اسی طرح کی تفسیر کئی سلف صالحین سے نقل کی گئی ہے۔(تفسیر القرآن العظیم ۴/۴۲۱) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**ولوأنهم فعلوا ما يو عظون به لكان خيرا لهم و أشد تثبيتا**﴾ (النساء ٦٦) اگر یہ وہی کرتے جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہی ان کے لیے بہتر ہوتی اور بہت زیادہ مضبوط والا ہوتا (حق پر)

اور یہ ظاہر ہے کہ ہم سست اور عمل صالح سے کنارہ کش رہنے والوں سے ثبات کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ جب سر پر فتنہ و آزمائش آن پڑے اور مشکلات کے بھنور میں پھنس جائیں تو نیک عمل کرنے والے مومن کو ہی اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر گامزن رکھتا ہے اور بہتری کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل صالح پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہیشگی اور پابندی والا عمل پسندیدہ ہوتا اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔اسی لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب کوئی عمل کر لیتے تو اس پر ہیشگی کرنے کی کوشش کرتے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے:

"**من ثابر على اثنتى عشرة ركعة وجبت له الجنة**" جو شخص بارہ رکعتوں پر ہیشگی کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے (یعنی سنت راتبہ پر)

(جامع الترمذی ۲/۲۷۳ صحیح النسائی ۱/۳۸۸ صحیح الترمذی ۱/۱۳۱)

اور حدیث قدسی میں آیا ہے:

"**ولا يزال عبدى يتقرب إلىّ بالنوافل حتى أحبه**" [بخاری مع الفتح ۱۱/۳۴۰] میرا بندہ میرا تقرب حاصل کرنے کے لیے نوافل پڑھتا رہتا ہے یہاں تک میں اس سے محبت کرتا ہوں

۳-- نمونۂ عمل کے لیے انبیاء کے قصے پڑھنا اور تدبر کرنا:

اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وکلا نقص علیک من أنباء الرسل ما نثبت به فؤادک و جاء ک فی هذه الحق و موعظة و ذکری للمؤمنین﴾ (هود ۱۲۰)

رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لیے بیاں فرما رہے ہیں۔ آپ کے پاس اس صورت میں بھی حق اور نصیحت اور مؤمنوں کے لیے وعظ پہنچ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیات فضول اور لغو نہیں اتریں بلکہ ایک عظیم مقصد کے تحت اتری ہیں اور یہ عظیم مقصد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مؤمنین کے دلوں کی تثبیت و استقلال ہے۔

☆ اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ذرا غور کر لیجئے۔

﴿قالوا حرقوه وانصروا آلهتكم إن كنتم فاعلين۞ قلنا يا نار كوني بردا و سلاما على ابراهيم۞ و أرادوا به كيدا فجعلناهم الأخسرين۞﴾

کہنے لگے اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ تو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ گو کہ انہوں نے ابراھیمؑ کا برا چاہا ہم نے خود انہیں ہی نقصان اٹھانے والا کر دیا۔ [الانبیاء/۶۸-۷۰]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"کان آخر قول ابراهیم حین ألقی فی النار حسبی الله ونعم الوکیل" (فتح الباری: ۸/۲۲۹)

ابراھیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آخری ارشاد یہ تھا کہ "میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

کیا آپ کے دل میں اس قصہ کا تصور آتے ہی اور اس آیت پر نظر پڑتے ہی سرکشی اور عذاب کے سامنے ثابت قدمی اور استقامت کے معنی و مفہوم کا احساس نہیں ابھرتا؟

☆ موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے متعلق اللہ کے فرمان پر غور کیجئے۔

﴿فلما تراء ا الجمعان قال أصحاب موسىٰ إنا لمدركون۞ قال كلا إن معي ربي سيهدين۞﴾ (الشعراء: ۶۱-۶۲)

پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو یقیناً پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں۔ یقین مانو میرا رب میرے ساتھ ہے جو جلد ہی مجھے راہ دکھلائے گا۔

کیا ظالموں سے مقابلے کے وقت ثبات و استقامت کا انمول نمونہ محسوس نہیں کرتے؟ اس قصے پر غور کرتے وقت مشکلات کی شدت کے لمحات اور غم و مصائب میں گھرے ہوئے لوگوں کی چیخ و پکار میں صبر و استقامت کے گرانقدر سرمایۂ افتخار اور ظالم

کے ناپاک عزائم اور دھمکیوں کے سامنے استقامت کے بلند ترین پہاڑ آپ کے نفس پر نقش نہیں ہوتے جبکہ وہ کہہ رہا ہے:

| | |
|---|---|
| ﴿**امنتم له قبل ان اذن لكم إنه لكبيركم الذى علمكم السحر فلأ قطعن أيديكم وأرجلكم من خلاف ولأصلبنكم فى جذوع النخل و لتعلمن أيّنا أشدّ عذاباً و أبقىٰ** ۞﴾ (طه : ۷۱) | فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا ماہر بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے۔ سن لو میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکا دوں گا اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ |

اتنی مضبوط حکومت کے مقابلے میں تھوڑے ہی مؤمنوں کی ثابت قدمی کتنی ہمت افزا ہے، جس میں پیچھے ہٹنے کا شائبہ تک نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں:

| | |
|---|---|
| ﴿**قالوا لن نؤثرك على ما جاء نا من البينات و الذى فطرنا فاقض ما أنت قاض إنما تقضى هذه الحياة الدنيا**۞﴾ (طه : ۷۲) | انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ترجیح دیں ان دلیلوں پر جو ہمارے سامنے آ چکیں اور اس اللہ پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اب تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے وہ اسی دنیوی زندگی میں ہی ہے۔ |

☆ اسی طرح سورہ یٰسٓ میں مؤمن آدمی کا قصہ، آل فرعون کے مؤمن کا واقعہ اور اصحاب اخدود کے قصے وغیرہ استقامت وثابت قدمی کے عظیم دروس میں سے ہیں۔

٤-- اللہ تعالیٰ سے دعا:

اللہ تعالیٰ کے مؤمن بندوں کی صفات حمیدہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ثابت قدمی کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ﴿**ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا**﴾ (آل عمران /۸) | اے اللہ ہمارے دلوں کو راہ راست دکھانے کے بعد ٹیڑھا نہ کرنا۔ |
| ﴿**ربنا أفرغ علينا صبرا و ثبت أقدامنا**﴾ (الأعراف /۱۲٦) | اے اللہ ہمیں صبر کی دولت سے نواز اور ثابت قدم رکھ |

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| "**قلوب بنى آدم كلها بين أصبعين من أصابع الرحمن كقلب واحد يصرفه حيث يشاء**" | تمام اولاد آدم کے دل ایک ہی دل کی مانند اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ اسے جہاں چاہے پھیر دیتا ہے۔ (مسلم مع شرح النووی ۱۶/۲۰۴) |